© rasailojaraid.com

ہمارے ماضی کا ناخوشگوار حصہ ہے۔

تکفیر وقتال کی اسی روش اور نفسیات کی تازہ لہر نے عالم اسلام کے بہت سے حساس علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اس سے عالمی اسلام دشمن قوتوں نے فائدہ اٹھانے کی ایسی منظم منصوبہ بندی کر رکھی ہے کہ ملت اسلامیہ کی اجتماعی دانش کرب و اضطراب کی شدت سے تلملا کر رہ گئی ہے۔ اب سے ربع صدی قبل الجزائر کی اسلامی جماعتوں نے ''اسلامک سالویشن فرنٹ'' کے نام سے متحدہ محاذ بنا کر قومی سیاست میں فیصلہ کن قوت حاصل کر لی تھی اور عام انتخابات کے پہلے مرحلہ میں اسی فیصد ووٹ حاصل کر کے عالمی سیکولر قوتوں کو چونکا کر رکھ دیا تھا۔ مگر اس کی راہ روکنے کے لیے عام انتخابات کی بساط لپیٹ دی گئی، فوج نے اقتدار سنبھال لیا اور اسلامی قوتوں کو غیر مؤثر بنانے کے لیے جبر و مکر کے تمام ممکنہ حربے استعمال کیے گئے جن میں ایک حربہ یہ بھی تھا کہ اسلامی جماعتوں کے درمیان تکفیر اور خانہ جنگی کی دیواریں کھڑی کی گئیں اور دس سال کے عرصہ میں ایک لاکھ کے لگ بھگ الجزائری شہریوں کی قیمتی جانیں اس کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ میں نے فکر وتحقیق کے محاذ پر کام کرنے والے متعدد اداروں اور شخصیات سے بار بار یہ درخواست کی ہے کہ اگر الجزائر میں تکفیر کی بنیاد پر گزشتہ پندرہ سال کے دوران ہونے والے خونریز خانہ جنگی کی مستند اور جامع رپورٹ مرتب کر کے قوم کے سامنے لائی جا سکے تو بہت سے حلقوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہوگی۔ مگر بدقسمتی سے تحقیق، مطالعہ، مستند رپورٹنگ اور حقیقی معروضی صورت حال سے آگاہی حاصل کرنے کا ہم میں ذوق ہی نہیں رہا جس کے تلخ نتائج پوری امت کو بھگتنا پڑ رہے ہیں۔ خود اپنا حال یہ ہے کہ اسباب و وسائل اور فرصت دونوں حوالوں سے اس قسم کے کام شجر ممنوعہ کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں اور عملاً چیخنے چلانے اور کڑھنے جلنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر پاتا۔

الجزائر کے بعد مصر و شام اور عراق وغیرہ دیگر ممالک کے ماحول میں اب اسی تجربہ کا اعادہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ شام اور عراق میں حکمرانوں کے مسلسل جبر و تشدد کے ردعمل میں منظم ہونے والے گروہوں کو بھی تکفیر اور قتل وقتال کی اسی ڈگر پر چلا دیا گیا ہے اور خوارج کی مخصوص نفسیات کی انتہائی گہری تکنیک کے ساتھ آبیاری کی جا رہی ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے کچھ عرصہ قبل مغرب کی فکری وثقافتی یلغار کا نشانہ بننے والی نئی نسل کی فکری بے راہ روی کا رونا روتے ہوئے لکھا تھا کہ ''ردۃ ولا أبابکر لہا'' ارتداد ہر طرف پھیل رہا ہے مگر روکنے کے لیے کوئی ابوبکرؓ موجود نہیں ہے۔ جبکہ آج کا المیہ یہ ہے کہ تکفیر وقتال کا فتنہ عالم اسلام کو لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے مگر وقت کے ضحاکوں کو سمجھانے کے لیے کوئی ابوحنیفہؒ سامنے نہیں آ رہا۔ فالی اللہ المشتکی۔

منافقین کے حوالے سے اسوۂ نبوی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسے اپنا مرکز بنایا تو یہود اور مشرکین کے مختلف قبائل کے ساتھ ساتھ آپ کو ایک ایسے طبقہ سے بھی واسطہ پڑا جو کلمہ پڑھ کر بظاہر مسلمانوں میں شامل ہو گیا تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا، اور دل سے اس کی تمام تر ہمدردیاں اور معاونتیں کفار کے ساتھ تھیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر موجود ہے۔

غزوہ احد میں یہ لوگ تین سو کی تعداد میں عبداللہ بن ابی کی سرکردگی میں میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے جس سے آبادی میں اس وقت ان کے تناسب کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر مختلف اوقات میں ان کی شرارتیں اور منافقانہ حرکات سامنے آتی رہیں جن میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت بھی شامل ہے۔ اور ان کے اس شرپسندانہ الزام کی صفائی قرآن کریم نے پیش کی۔ ایک موقع پر انہوں نے مل بیٹھ کر یہ سازش بھی کی کہ وہ مدینہ منورہ سے مہاجرین کو واپس چلے جانے پر مجبور کر دیں گے۔ اس سازش کی خبر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن ارقمؓ نے دی تو ان لوگوں نے قسمیں اٹھا اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی سچائی کا اتنی شدت سے اظہار کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ارقمؓ کو ڈانٹ دیا۔ اس پر قرآن کریم کی سورۃ ''المنافقون'' نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ زید بن ارقمؓ کی رپورٹ سچی ہے اور یہ لوگ جھوٹی قسمیں اٹھا رہے ہیں۔ ایک مرحلہ میں ان منافقین نے مدینہ منورہ میں ''مسجد'' کے نام سے اڈہ قائم کر لیا جسے قرآن کریم نے مسجد ضرار سے تعبیر کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں جانے سے منع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسجد کے نام پر قائم ہونے والا یہ مرکز مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے اور دشمنوں کو گھات فراہم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسمار کرنے کا حکم دے دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سالہ مدنی زندگی کے دوران منافقین کی اس قسم کی شرارتیں اور سازشیں عام رہیں جن کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے اور احادیث میں بھی ان کی بہت سی تفصیلات مذکور ہیں۔ جبکہ قرآن کریم نے ''وما ھم بمؤمنین'' اور ''انھم لکاذبون'' کہہ کر واضح طور پر کہہ دیا کہ یہ مسلمان نہیں ہے، اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ان سے بچ کر رہنے کے ساتھ ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ التحریم میں یہ کہہ کر ان کے خلاف سخت جہاد کرنے کا حکم بھی دیا گیا کہ ''جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم'' کہ ان کے ساتھ جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔

لیکن یہ بات توجہ طلب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے خلاف ''جہاد'' کا کون سا طریقہ کار اختیار کیا؟ یہ لوگ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے ساتھ رہے، مسجد نبویؐ میں نمازیں پڑھتے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے، اور معاشرتی زندگی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ پوری طرح شریک کار رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ حضرت عمرؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعض منافقین کو قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں اس لیے انہیں قتل کرنے سے دنیا والوں کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلمہ گو ساتھیوں کو بھی قتل کرنے لگے ہیں۔ ان میں سے کسی کو قتل کرنا تو درکنار نبی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درجن سے زائد ان منافقین کے نام ظاہر کرنے سے انکار کر دیا جنہوں نے ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے ویرانے میں گھات لگائی تھی اور ننگی تلواروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان کا یہ حملہ ناکام ہوا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو پہچان لیا تھا اور اپنے ساتھی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو اس شرط پر سب کے نام بتا بھی دیے تھے کہ وہ کسی اور کو ان میں سے کسی کا نام نہیں بتائیں گے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگوں بالخصوص حضرت عمرؓ کے شدید اصرار کے باوجود انہوں نے زندگی بھر ان میں سے کسی کا نام افشا نہیں کیا۔

یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی تھی کہ منافقین کی تمام تر شرارتوں اور سازشوں کے باوجود ان کے خلاف ''جہاد اور سختی'' کے قرآنی حکم کی تعمیل کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تدبر اور حکمت کا راستہ اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدینہ منورہ میں کوئی معاشرتی خلفشار پیدا نہیں ہوا اور منافقین رفتہ رفتہ بے اثر ہو کر سوسائٹی میں تحلیل ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ خلفاء راشدینؓ کے دور میں ایک طبقہ کے طور پر ان کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا تھا اور وہ نسیاً منسیا ہو کر رہ گئے تھے۔

منافقین کے ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ طرز عمل سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جہاد صرف لڑنے کا نام نہیں بلکہ حکمت عملی کے ساتھ دشمن کو ناکام بنا دینا بھی جہاد کہلاتا ہے اور کھلے کافروں کے ساتھ جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ان کا ''کلمہ گو کافروں'' کے ساتھ اختیار کرنا نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ یہ بات نقصان دہ اور اسلام کی دعوت وتبلیغ میں رکاوٹ بھی بن جاتی ہے۔ اس لیے آج کے حالات میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے ان معاملات پر اپنے طرز عمل کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیے۔

مولانا عبد المجید لدھیانویؒ اور مولانا مشتاق احمدؒ کا انتقال

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی قدس سرہ العزیز کا سانحۂ ارتحال پورے ملک کے دینی، علمی اور مسلکی حلقوں کے لیے بے پناہ رنج وغم اور صدمہ کا باعث بنا ہے۔ وہ ملتان میں وفاق المدارس العربیہ کے سیمینار سے خطاب کر رہے تھے کہ اجل کا بلاوا آ گیا اور وہ اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضرت مولانا مفتی عبد الخالقؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے اور انہیں اپنے استاذ محترم کے ساتھ اس مماثلت کا اعزاز بھی مل گیا ہے کہ علماء کرام کے اجتماع میں مدارس دینیہ کے تحفظ اور دینی اقدار کی سربلندی کی صدا لگاتے ہوئے ان کا انتقال ہوا۔

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ کا شمار ملک کے نامور اساتذہ میں ہوتا تھا اور وہ صرف استاذ نہیں بلکہ ''استاذ گر'' تھے کہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے سینکڑوں علماء کرام ملک کے طول وعرض میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں دینی علوم کی تدریس وترویج اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ باب العلوم

© rasailojaraid.com